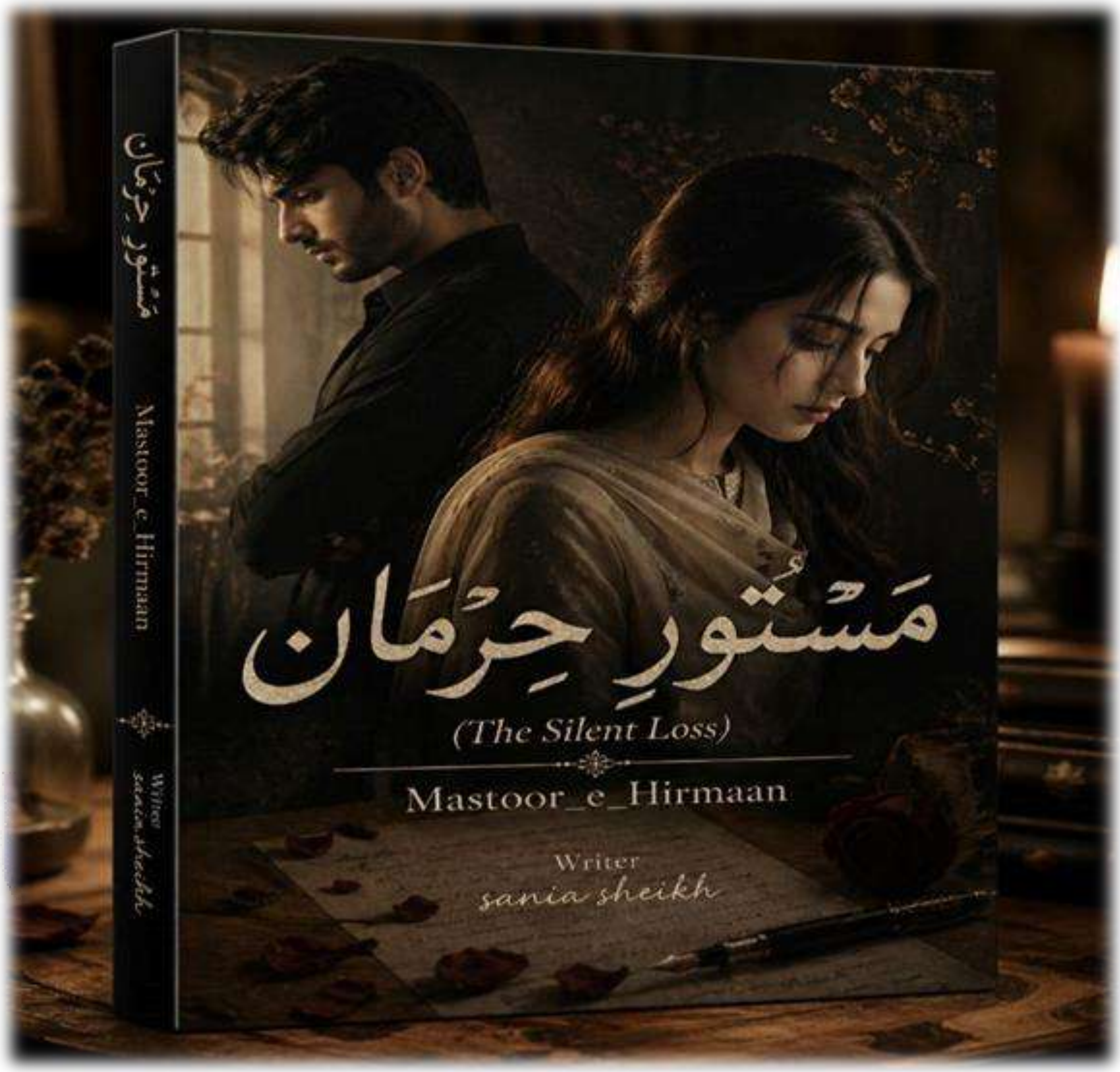

مستورِ حِرْمَان

MASTOOR_E_HIRMAAN

(The_ Silent _Loss)

Writer_Sania Sheikh

قسط 13

لنچ بریک کا وقت تھا اور کینٹین میں معمول کا شور و غل تھا۔ مشکات اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک میز پر بیٹھی چائے کی چسکیاں لے رہی تھی، لیکن اس کا دھیان سامنے دیوار پر لگی بڑی ایل سی ڈی اسکرین پر گیا جہاں ایک نیوز چینل چل رہا تھا۔

اچانک اینکر کی آواز گونجی۔

ناظرین! اس وقت کی سب سے بڑی بریکنگ نیوز... اور اس کے ساتھ ہی اسکرین پر ایک پروقار، مہنگے سوٹ میں ملبوس شخص کی تصویر ابھری۔

وہ تصویر دیکھتے ہی مشکات کے ہاتھ کو یکدم ایک جھٹکا لگا۔ چائے کا گرم کپ اس کی انگلیوں سے پھسلنے ہی والا تھا کہ اس نے جیسے تیسے خود کو سنبھالا۔

اگر وہ ایک سیکنڈ کی تاخیر کرتی، تو ابلتی ہوئی چائے اس کے ہاتھ اور کپڑوں کو بری طرح جلا دیتی۔ وہ چہرہ... وہ کوئی اجنبی نہیں تھا، وہ تراب تھا!۔

نیوز اینکر کی آواز اب مشکات کے کانوں میں ہتھوڑے کی طرح بج رہی تھی۔

ملک کے مایہ ناز اور معروف بزنس مین تراب جبیسل کی کارپوریٹ دنیا میں شاندار واپسی!

ذرائع کے مطابق، تراب جبیسل کو ان کے تمام شیئرز دوبارہ مل چکے ہیں اور وہ قانوناً اپنے پرانے عہدے پر بحال ہو چکے ہیں....

مشکات کو لگا جیسے اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی ہو۔ اس کی آنکھیں اسکرین پر ٹکی تھیں اور دماغ سن ہو چکا تھا۔

"تراب جیسل؟ ملک کا مایہ ناز بزنس مین؟"

وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی۔ یہ کیسے ممکن تھا؟ وہ تراب جو ان کے گھر کے ایک چھوٹے سے کمرے میں رہتا تھا، جو اتنی سادگی اور عاجزی سے پیش آتا تھا کہ کوئی اس پر شک بھی نہ کر سکے، وہ اربوں کی املاک کا مالک تھا؟

ایک لمحے کے لیے اس کا غصہ غائب ہوا اور اس کی جگہ گہرے شکوک و شبہات نے لے لی۔ وہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ آخر اس سب کے پیچھے کیا کہانی ہے؟

اس نے اپنی اتنی بڑی پہچان ہم سے کیوں چھپائی؟ مشکات کا ذہن ماضی کے دریچوں میں بھٹکنے لگا۔

ایک جھرجھری سی اس کے بدن میں دوڑ گئی۔ کیا یہ ہم جیسے عام لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ کوئی گھٹیا کھیل کھیل رہا تھا؟

جوں جوں وہ سوچتی گئی، اس کا وہ خوف اور حیرت آہستہ آہستہ سلگتے ہوئے غصے میں تبدیل ہونے لگی۔ اسے یاد آیا کہ اس بندے نے ان سے کہاں کہاں، کتنی صفائی سے جھوٹ بولا تھا۔ ہر وہ موقع جہاں اس نے خود کو بے بس اور لاچار ظاہر کیا تھا، اب مشکات کو ایک سوچی سمجھی اداکاری لگ رہا تھا۔ اس کا سارا بھرم، اس کی سادگی، سب ایک پل میں ریت کی دیوار کی طرح ڈھ گئے۔

اس کا مقصد جو بھی ہو، لیکن میں اب مزید اس دھوکے کا حصہ نہیں بنوں گی، مشکات نے سختی سے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ لیں۔

اب اس کے دل میں کسی ہمدردی یا سوال کی گنجائش نہیں بچی تھی۔ اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے، اپنے دل میں پکا تہیہ کر لیا کہ وہ آج ہی اس شخص کو اپنے گھر سے نکال کر دم لے گی۔

وہ اسے اب ایک منٹ بھی اپنے گھر میں برداشت کرنے کو تیار نہیں تھی۔ اجنبی بن کر رہنے والے اس امیر زادے کو پناہ دینے کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ آج اس کی زندگی کی اولین ترجیح، اس کا سب سے پہلا کام صرف ایک ہی تھا۔

تراب جبیل کو اس کی کالونی اور اس کے گھر سے ہمیشہ کے لیے باہر پھینکنا۔۔

گاڑی کے اچانک تھمتے ہی تراب کا سر جھٹکے سے آگے کو ہوا، لیکن اس کے چہرے کے تاثرات میں اب بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ اسی طرح پرسکون، سرد اور لاتعلق دکھائی دے رہا تھا جیسے اس کا اس بھیانک انکشاف سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

URDU NOVELS MAG

دوسری طرف میران کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے پسلیوں سے باہر نکل آئے گا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف کے مارے پھیل چکی تھیں۔ اس نے گھبراہٹ میں گاڑی کی سٹیرنگ وہیل کو چھوڑا اور تراب کی طرف لپکا۔

"ابے اوئے! پاگل واگل ہو گیا ہے کیا؟ یہ کیا بکواس کر رہا ہے؟"

میران نے ہڑبڑا کر اپنا سیدھا ہاتھ تراب کے ماتھے پر رکھا۔ اسے لگا شاید تراب کو شدید بخار ہے اور وہ ہذیان کی کیفیت میں کچھ بھی بولے جا رہا ہے۔ ماتھا بالکل نارمل تھا، میران کو یقین نہ آیا۔ اس نے پریشانی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھوں سے تراب کے گالوں کو جکڑا اور اس کا چہرہ اپنی طرف گھمانے کی کوشش کی۔

"بول کچھ! تیرا دماغ تو ٹھکانے ہے نا؟ کہیں راستے میں۔۔۔"۔

ابھی میران کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ تراب کی بند آنکھیں جھٹکے سے کھلیں۔ اس کے چہرے پر ایک ناگواری لہرائی۔ اس نے پوری طاقت سے میران کی کلائیاں پکڑیں اور اس کے ہاتھوں کو اپنے چہرے سے دور جھٹک دیا۔

"تجھے ہزار دفعہ کہا ہے کہ میرے منہ کو ہاتھ مت لگایا کر!" ۔

تراب کی آواز میں ایک دم سخت غصہ اور چڑچڑاہٹ ابھری، اس کی آنکھوں میں سرخی چمکی۔

میران اس کے اس اچانک جھٹکے پر تھوڑا پیچھے ہوا، مگر اس کی پریشانی کم نہیں ہوئی۔

"اچھا میرا ہاتھ لگانا بہت برا لگتا ہے تجھے مگر وہ حریم کیسے چپک کر کھڑی تھی اسے تو منع نہیں کر رہا تھا تو ۔"

URDU NOVELS MAG

حریم کی چپکا چپکی اسے ابھی تک ہزم نہیں ہوئی تھی ۔

"وہ میری مجبوری ہے ۔"

تراب نے رخ موڑ کر وضاحت دی ۔

"اچھا اپنی بار مجبوری ؟؟؟"

تراب تو آج کل مجھ سے بہت کچھ چھپانے لگا ہے حریم کے ساتھ تیرا کیا چل رہا ہے ؟؟اور یہ موصوف فراز---یہ کہاں سے آگیا ؟؟

وہ شاک کی سی کیفیت میں سوال پر سوال پوچھ رہا تھا ۔

"حریم کے ساتھ میرا کچھ بھی چل سکتا --"

وہ رسان سے کہتا ہوا میران کے دل میں آگ لگا گیا --

"پھر کیوں اسے اتنا مارجن دے رہا ہے ؟"

"کیونکہ مجھے کچھ اور بھی واپس لینا ہے --"

"کیا ؟؟کیا چاہئے تجھے ؟"

"میری عزت ---"

حریم نے سب کے سامنے مجھے ذلیل کیا تھا وہ کیسے بھول جاؤں ؟؟اب وہ سب کے سامنے قبول کرے گی کہ اس نے یہ سب سعد کے کہنے پر کیا تھا --

وہ اسے وضاحت سے سمجھا رہا تھا ---

URDU NOVELS MAG

"اور یہ فراز ---؟"

میران کی سوئی اسے پر اٹکی تھی ---

"تیرے مرنے سے پہلے بتا دوں گا -"

وہ سرد لہجے میں بولا -

"ابے تو گولی مار اس بات کو! تو پہلے یہ بتا کہ گاڑی کے تیرے دماغ کے پیچ تو ڈھیلے نہیں ہو گئے ؟ راستے میں کہیں سر ور تو نہیں ٹکرا گیا تھا تیرا؟" -

میران کی آواز میں پریشانی تھی -

تراب نے گہرا سانس لیا اور اپنی قمیض کے کالر کو درست کرتے ہوئے دوبارہ اسے صدمہ دینے حد تک پرسکون انداز میں واپس آ گیا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں میران۔ نہ مجھے بخار ہے، نہ میرا دماغ خراب ہوا ہے۔" تراب کی آواز کی یہ پراسرار سادگی میران کو مزید پاگل کر رہی تھی۔

"اگر دماغ خراب نہیں ہوا تو مشکات کا بوائے فرینڈ کیوں ڈھونڈ رہا ہے ؟"۔

میران نے چلانے والے انداز میں پوچھا ۔

اس کا بلڈ پریشر تیزی سے شوٹ کر رہا تھا۔ ۔

"وہ مشکات... جو سیدھے راستے سے ہٹ کر دیکھنا بھی گناہ سمجھتی ہے! جس کے گرد خاندان کی غیرت کی ایسی دیواریں کھڑی ہیں جنھیں پرندہ بھی پار نہیں کر سکتا! تم اس مشکات کی بات کر رہے ہو؟---

"یا صدمے میں کسی اور کی شکل یاد آ رہی ہے تمہیں؟"

میران کو واقعی لگ رہا تھا کہ تراب پر کسی شدید ذہنی دباؤ کا دورہ پڑا ہے۔

وہ اس کا کندھا جھنجھوڑنے لگا، جیسے اسے کسی بھیانک خواب سے جگانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کی پریشانی اب حد سے بڑھ چکی تھی کیونکہ وہ ماننے کو تیار ہی نہ تھا کہ مشکات جیسی لڑکی کسی سے محبت بھی کر سکتی ہے ---

"اپنا دماغ صرف عدالت کی حد تک رکھ ۔"

تراب نے اسے ڈپٹا --

"تو مشکلات ہے تیری اصل وجہ کالونی میں رکنے کی ۔؟"

میران کے اس اچانک اور سیدھے سوال پر تراب نے اپنی گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگائے سر کو پیچھے کیا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے کے تاثرات بالکل سپاٹ تھے۔ اس نے جواب نہیں دینا تھا، سو نہیں دیا۔ تراب کی یہی خاموشی اکثر میران کا خون جلاتی تھی۔

میران نے جھلا کر اس کے بھاری مسلز والے مضبوط بازو پر ایک جاندار مکا جڑا۔

"سنگدل انسان...!" میران نے دانت پیستے ہوئے کہا اور گاڑی کا رخ حنان کے آفس کی طرف موڑ دیا۔

حنان اپنے چمڑے کی گھومنے والی کرسی پر نیم دراز، ہاتھ میں پکڑے قیمتی پین کو انگلیوں کے درمیان گھماتے ہوئے گہری نظروں سے تراب کو گھور رہا تھا۔ تراب، جسے دنیا جہاں کی کوئی پرواہ نہیں تھی، صوفے پر سکون سے بیٹھا سامنے دیوار پر لگی کسی پینٹنگ کو تک رہا تھا۔

جبکہ میران، ان دونوں کے درمیان پیدا ہونے والے اس خاموش تناؤ کو کسی ٹینس میچ کی طرح کبھی ایک تو کبھی دوسرے کو دیکھ کر محسوس کر رہا تھا۔

کمرے میں صرف حنان کے پین کی 'ٹک ٹک' کی آواز گونج رہی تھی۔

حنان نے پین گھمانا روکا اور اس کی نوک تراب کی طرف کرتے ہوئے براہِ راست سوال داغا۔

"کیوں جاننا چاہتے ہو فراز کے بارے میں؟"

سوال تراب سے تھا، مگر تراب کے لب ہلنے سے پہلے ہی میران نے بیچ میں چھلانگ لگا دی۔

"وہ... دراصل... اس نے ہمارے کچھ پیسے دینے ہیں۔ بس وہی وصول کرنے ہیں!"۔

میران نے بڑی معصومیت سے بائیں ہاتھ کی انگلیاں آپس میں پھنساتے ہوئے جھوٹ گھڑا۔

حنان نے چہرے پر بنا کسی تاثر کے اپنی سرد اور گہری نظریں تراب سے ہٹا کر میران کے چہرے پر ٹکائیں۔

اس کے لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔

"وکیل ہو نا... بس جھوٹ ہی نکلتا ہے منہ سے؟"

حنان کی آواز میں ہلکا سا تمسخر تھا۔

میران کی چوری پکڑی گئی تو وہ بری طرح کھسیانا ہو گیا۔

اس نے اپنا کالر درست کیا اور نظریں چرانے لگا۔

کمرے میں دوبارہ ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔ اسی لمحے تراب کی پشت صوفے کی پشت سے الگ ہوئی۔ وہ اپنی جگہ سے تھوڑا آگے کو جھکا، اپنی دونوں کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائیں اور اپنی گہری، سنجیدہ آنکھیں حنان کی آنکھوں میں ڈال دیں۔

"میں اسے مشکات کی زندگی میں واپس لانا چاہتا ہوں..."۔

تراب کا یہ جملہ کسی دھماکے کی طرح کمرے میں گونجا۔

"کیاا...؟"

میران گویا اپنی جگہ سے اچھل پڑا، اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

وہیں حنان کے ہاتھ میں پکڑا پین میز پر گر گیا۔

حنان کی آنکھوں میں حیرت، صدمے اور غصے جیسے کئی سوالات ایک ساتھ ابھر آئے۔۔۔

تراب کے اس سنسنی خیز اعتراف پر کمرے میں سکتہ چھا گیا۔

حنان نے میز پر گرے ہوئے پین کو دیکھا اور پھر نظریں اٹھا کر تراب کے پراعتماد چہرے پر ٹکائیں، جہاں پچھتاوے یا ہچکچاہٹ کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

حنان نے تھوڑا آگے جھکتے ہوئے اپنی آواز کو دھیما مگر حد درجہ سنجیدہ کیا۔

"تم جانتے ہو تم کیا بول رہے ہو؟"

تراب کے چہرے پر ایک ہلکی، پراسرار سی مسکراہٹ ابھری۔ اس نے حنان کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بغیر کسی جھجھک کے جواب دیا۔

"ہاں... میں ہمیشہ سوچ کر بولتا ہوں۔"

حنان نے سرد آہ بھری اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے۔ اس کا لہجہ اب نرم تھا۔۔

"کبھی کبھی ضرورت سے زیادہ سوچنا بھی انسان کو بڑے خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ تم جس دلدل میں پاؤں رکھ رہے ہو، وہ سب کو نگل سکتی ہے۔"۔

تراب نے اپنی کہنیاں گھٹنوں سے ہٹائیں اور آرام سے صوفے کی پشت سے ٹک گیا۔

"میں بچپن سے خطروں کا کھلاڑی ہوں، حنان۔"

URDU NOVELS MAG

تراب نے لاپروائی سے شانے اچکائے۔

حنان نے اس کی اس بے باکی پر گہرا سانس لیا اور نفی میں سر ہلایا۔

"مگر افسوس... اس کھلاڑی کو اس گیم کے قوانین کا بالکل اندازہ نہیں ہے۔ یہ زندگی ہے، کوئی میدانِ جنگ نہیں۔"۔

تراب اٹھ کھڑا ہوا، اس نے اپنے کوٹ کے بٹن بند کیے اور حنان کی میز کے قریب جا کر دونوں ہاتھ میز پر ٹکائے۔ اس کا جھکاؤ حنان کی طرف تھا اور آواز میں ایک ناقابلِ شکست عزم۔

"میں اپنے رولز خود بناتا ہوں، حنان... اور میری گیم میں قانون بدلنے کا حق صرف میرے پاس ہے۔"

میران، جو اب تک صدمے کی حالت میں دونوں کو دیکھ رہا تھا، نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا۔ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اب کوئی بڑا طوفان آنے والا ہے۔

حنان کرسی سے تھوڑا پیچھے ہوا اور دونوں ہاتھ میز پر پھیلا کر تراب کو دیکھنے لگا۔

"تو پھر مسٹر تراب... پہلے مجھے قائل کرو کہ میں تمہیں فراز کے بارے میں کیوں بتاؤں؟" ۔

حنان کاٹ دار لہجے میں بولا ۔

"میری نظر میں فراز ایک ایسی آگ ہے جسے جتنا چھڑو گے، نقصان مشکات کا ہی ہوگا۔ مجھے ایک ٹھوس وجہ دو کہ میں کیوں اس بربادی کا حصہ بنوں؟"

تراب، جو میز پر جھکا ہوا تھا، نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور سیدھا کھڑا ہوا --

اس کے چہرے پر حنان کے اس سوال سے نہ تو کوئی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور نہ ہی غصہ۔ وہ چند سیکنڈ خاموش رہا۔

"کیونکہ مشکات اس وقت جس ادھوری زندگی کو جی رہی ہے، وہ سزا ہے حنان۔" ۔

وہ فراز کے غم کے سائے میں جی رہی ہے۔ اور جب تک وہ غم اس کے سامنے آ کر ختم نہیں ہوگا، وہ کبھی آزاد نہیں ہو پائے گی۔

وہ ایک قدم پیچھے ہٹا اور کھڑکی کی طرف رخ کر کے باہر دیکھنے لگا۔

اب فیصلہ تمہارا ہے، تم مجھے ایک دوست سمجھ کر سچ بتاؤ گے، یا میں اپنے طریقے سے فراز تک پہنچوں؟ اور تم جانتے ہو، جب میں اپنے طریقے استعمال کرتا ہوں تو تباہی ضرور ہوتی ہے ۔۔

میران نے، جو اب تک خاموش تماشائی بنا ہوا تھا، حنان کی طرف دیکھا اور دھیمی آواز میں بولا۔

"حنان... یہ پاگل ہے، یہ کر گزرے گا۔ اسے بتا دو، اس سے پہلے کہ یہ پوری کالونی کو آگ لگا دے۔"

حنان نے گہرا سانس لیا اور اس کی نظریں دوبارہ میز پر پڑے پین پر ٹک گئیں۔ کمرے میں ایک بار پھر فیصلہ کن خاموشی چھا گئی۔

"ھمم---مشکات میری بہن جیسی ہے ---"

اسے ہرٹ کرنے کا سوچنا بھی نہیں تم دونوں ---

حنان نے وارننگ دی ۔

"تو پھر اپنی بہن پر ترس کیوں نہیں آیا تمہیں ابھی تک ؟"

تراب اس کی طرف مڑا --

حنان نے دل جلانے والی ہنسی اس کی طرف اچھالی ---

ابھی سچ جانتے نہیں ہو اسی لئے اتنے پر سکون ہو سچ جاننے کے بعد یہ سکون غارت ہو جائے گا مسٹر تراب --

حنان نے تراب کو دیکھا، پھر میران کے چہرے پر پھیلی فکرمندی کو تولا۔ وہ جانتا تھا کہ تراب کو روکنا اب کسی کے بس میں نہیں تھا۔ اس نے شکست تسلیم کرتے ہوئے ایک طویل اور گہرا سانس لیا، پین اٹھایا اور اسے ڈائری پر رکھ دیا۔

"پوچھو... کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ "

حنان کی آواز میں اب ایک ہتھیار ڈال دینے والی سنجیدگی تھی۔

تراب نے رخ موڑا۔ اس کی تیز اور چوکنا آنکھیں حنان کے چہرے پر جم گئیں۔ اس نے بنا وقت ضائع کیے، اپنے دل میں دبا سب سے بڑا سوال داغ دیا۔

"سب کچھ...! ۔"

فراز نے مشکات سے بے وفائی کیوں کی؟ کیوں وہ اسے اس حال میں چھوڑ کر غائب ہو گیا؟---

حنان کے لبوں پر ایک تلخ اور دردناک مسکراہٹ ابھری۔ اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے تراب کی آنکھوں میں دیکھا۔

"کس نے کہا اس نے بے وفائی کی...؟"

حنان کا یہ انکشاف تراب کے لیے غیر متوقع تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کی ایک لہر دوڑ گئی، مگر اس نے اپنے لہجے کو سخت رکھتے ہوئے کہا۔

"مشکات جیسی لڑکی کو اس طرح بیچ راہ میں چھوڑ جانا... بے وفائی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ صرف حماقت ہے، ایک گھٹیا حرکت !"۔

"کاش یہ صرف ایک حماقت ہوتی، تراب.... "

ان کے نصیب میں جدائی لکھی تھی ---وہ ایک دوسرے کے لئے بنے ہی نہیں تھے ---

حنان نے اپنی کرسی کو پیچھے سرکایا اور کھڑا ہو گیا۔ وہ آہستہ قدموں سے چلتا ہوا اس بڑی شیشے کی کھڑکی کے پاس آ کر رک گیا جہاں سے باہر شہر کا منظر دھندلا سا دکھائی دے رہا تھا۔

اس نے اپنی آنکھیں موند لیں، جیسے وہ وقت کی دھول کو ہٹا کر ماضی کے ان پنوں کو پلٹ رہا ہو جنہیں سب نے دفن کر دیا تھا۔

حقیقت وہ نہیں ہے جو نظر آتی ہے، اور جو سچ ہے... وہ اتنا خوفناک ہے کہ مشکات اسے سہہ نہیں پائی۔گی ۔ حنان کی آواز ماضی کے جھروکوں میں اترنے لگی

جب مشکات کالج کے آخری سال میں تھی اور فراز

حنان کی آواز کے ساتھ ہی کمرے کا ماحول جیسے تھم سا گیا، اور کہانی ماضی کے اس بھیانک موڑ کی طرف مڑ گئی جہاں سے سب کچھ بدلنا تھا ----

"فراز...!۔"

مشکات نے سمندر کے کنارے گیلی مٹی پر بیٹھے، دور افق پر ڈوبتے سورج کو دیکھتے ہوئے نہایت دھیمی اور تھکی ہوئی آواز میں اسے پکارا۔ اس کی آواز میں سمندر کی لہروں سے زیادہ اضطراب تھا۔

"حکم کریں فراز کی جان...!۔"

وہ ہمیشہ کی طرح اپنی اسی مانوس شوخی سے بولا اور مشکات کے اداس چہرے کو دیکھ کر مسکرایا۔

"ہر وقت مذاق اچھا نہیں ہوتا یار... نہ کرو پلیز!۔"

وہ اس کی لاپروائی پر بری طرح جھنجھلا اٹھی۔ اپنے اندر کی بے چینی کو چھپانے کی ناکام کوشش میں، اس نے ہاتھ میں پکڑا سوفٹ ڈرنک کا کین ریت پر پٹخ دیا، جس سے کچی ریت پر ایک گہرا نشان بن گیا۔

فراز کی مسکراہٹ دھیرے دھیرے غائب ہو گئی۔ اس نے مشکات کے چہرے پر پھیلی زردی کو دیکھا اور دھیمے سے بولا۔

"تم وقت سے پہلے کیوں اپنی جان ہلکان کر رہی ہو، مشکات؟"۔

"میں نہ کروں تو کون کرے فراز؟ "

مشکات نے رخ موڑ کر سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھا، جہاں اب آنسوؤں کی ایک باریک تہہ تیر رہی تھی۔

"کیا تم میرے حالات سے واقف نہیں ہو؟ ابو کے جانے کے بعد گھر کی، اماں کی، چھوٹی بہنوں کی... ساری ذمہ داری اب میرے کندھوں پر ہے۔ میں کیسے لاپروا ہو جاؤں؟ کیسے سب کچھ بھول کر صرف اپنے بارے میں سوچوں؟"۔

فراز نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور ریت پر پھیلی اس کی انگلیوں کو چھونے کی کوشش کی، مگر مشکات نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

URDU NOVELS MAG

تو میں نے تم سے کب کوئی بڑا مطالبہ کیا ہے یار؟"۔"

فراز کا لہجہ اب التجائیہ تھا۔

"تمہارے کہنے پر ہی تو سب کچھ مانا ہے۔ کتنی سادگی سے شادی ہو رہی ہے ہماری... نہ کوئی دھوم دھام، نہ فضول خرچی۔"۔

وہ اپنی بات کا رخ بدلنے کے لیے زبردستی مسکرایا اور اس کے چہرے کے گرد اڑتی زلفوں کو دیکھ کر بولا۔

"سنو... تم لال رنگ کے جوڑے میں کتنی پیاری لگو گی نا؟ فراز کی دلہن... فراز کی مشکات۔"۔

فراز الگ ہی سحر میں جکڑا ہوا تھا ۔

مشکات نے بے بسی سے اپنی آنکھیں بند کیں، وہ اس خوبصورت خواب کے بوجھ سے تڑپ اٹھی ۔

جب اس نے آنکھیں کھولیں تو ان میں صرف تلخی تھی۔

فراز... تم بات کی نوعیت کو کیوں نہیں سمجھ رہے؟ اس کی آواز لرزنے لگی

"تمہاری امی نے کل مجھے بلا کر صاف صاف کہہ دیا ہے کہ شادی کے فوراً بعد مجھے اپنی جاب سے استعفیٰ دینا ہوگا۔ اب تم بتاؤ... اگر میں نے نوکری چھوڑ دی، تو میری ماں اور بہنوں کو کون پالے گا؟ ان کا سہارا کون بنے گا؟"۔

فراز نے تاسف سے اسے دیکھا، پھر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

"مشکات، اس کا بھی کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا نا۔ تم ایسا کرو... وہ پرانا گھر بیچ کر سارے پیسے ماموں کو دے دو۔ وہ اپنے کاروبار میں لگا لیں گے۔ آنٹی ان کی سگی بہن ہیں، ان کا بھی تو حصہ بنتا ہے ماموں کی طرف۔ جو منافع آئے گا، اس سے ان کا اچھا گزارا ہو جائے گا..."۔

مشکات نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑایا۔ اس کا چہرہ غصے اور دکھ سے سرخ ہو چکا تھا۔

"تو کیا میں اپنی ماں اور بہن کو ماموں کے رحم و کرم پر لاوارث چھوڑ دوں؟"

کل کو اگر انہوں نے پیسے دینے سے انکار کر دیا، تو وہ دونوں کہاں جائیں گی؟

یار، تم بات کو غلط رنگ دے رہی ہو، میں تو بس...

فراز نے صفائی دینی چاہی، مگر مشکات اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہوا تیز ہو چکی تھی اور سمندر کی لہریں اب ان کے پاؤں تک پہنچ رہی تھیں، دونوں کو وقت کی بے رحمی کا احساس دلا رہی تھیں ۔

مشکات نے دو ٹوک اور آخری فیصلہ سنانے والے انداز میں فراز کو دیکھا۔۔

"فراز... میں جاب نہیں چھوڑوں گی! کم از کم تب تک تو بالکل نہیں جب تک نوال اس قابل نہ ہو جائے۔ جب اس کی پڑھائی پوری ہو جائے گی اور اس کی کہیں جاب لگ جائے گی، میں تب نوکری چھوڑ دوں گی۔ مگر تمہاری امی کا اس وقت، اس موڑ پر یہ مطالبہ... میں کسی قیمت پر نہیں مان سکتی۔"۔

انہیں سمجھاؤ پلیز میں اپنی بیمار ماں کو ایسے نہیں چھوڑ سکتی ---

وہ مڑی اور تیز قدموں سے واپسی کی طرف بڑھ گئی، جبکہ فراز وہیں ریت پر بیٹھا ڈوبتے ہوئے سورج کی آخری لال لہروں کو دیکھتا رہ گیا، جس میں مشکات کے لال جوڑے کا خواب آہستہ آہستہ اندھیرے میں گم ہو رہا تھا۔۔

گھر میں ہر طرف خوشی کا سماں تھا، لیکن کمرے میں چھائی خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ تھی۔

تین دن بعد بارات تھی، آج فراز اپنی ماں فوزیہ بیگم کے ساتھ شادی کا لال جوڑا اور دیگر سامان دینے آیا تھا ۔۔ اس نے خود ایک ایک دکان چھان کر، بڑی محبت سے مشکات کے لیے خریدا تھا۔ لیکن محبت کے اس تحفے پر کسی کی نظر لگ چکی تھی ۔۔

URDU NOVELS MAG

فوزیہ بیگم نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے بڑے سخت لہجے میں بوبی آنٹی کو مخاطب کیا۔

"دیکھو بوبی بہن!۔۔"

ہمارے گھر میں بیٹیاں جاب نہیں کرتیں اور یہ بات میں نے رشتے سے پہلے ہی بہت واضح کہی تھی کہ مشکات کو جاب چھوڑنی پڑے گی۔۔مگر اب تک میری بات کو مشکات نے سیریس نہیں لیا تھا۔۔۔

مشکات نے نظر اٹھا کر فراز کو دیکھا ۔

فراز صوفے پر بیٹھا پہلے ہی اسے دیکھ رہا تھا ۔آج نظر اس کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی ۔ اس کے دل کی دھڑکن تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ اسے بار بار محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کچھ بہت غلط ہونے والا ہے، ایک انجانا خوف اس کے دل کو جکڑ رہا تھا۔ اس نے کن اکھیوں سے مشکات کی طرف دیکھا۔ اس کی نظروں میں ایک التجا تھی، ایک التماس تھا کہ مشکات اس وقت خاموش رہے۔

بوبی آنٹی نے ماحول کی سنگینی کو بھانپتے ہوئے جلدی سے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔۔

"جیسا آپ کہیں گی ویسا ہی ہوگا، آپ خفا نہ ہوں فوزیہ بہن"۔

"اماں میں بتا چکی ہوں میں جاب نہیں چھوڑوں گی"

مشکات کے دو ٹوک جواب پر فوزیہ بیگم نے پہلو بدلا ۔ بوبی آنٹی نے مشکات کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے دھیمے سے سمجھایا۔۔

مشکو، بیٹا! شادی کے بعد گھر سنبھالنا ہی پہلی ترجیح ہوتی ہے۔ بات مان لو۔۔۔ضد نہیں کرتے ۔۔تیرے ماموں ہیں نا میں نوال اور عروہ کو وہاں لے جاؤں گی ۔۔

لیکن مشکات نے اپنی ماں کی طرف دیکھا اور پھر فوزیہ بیگم کی طرف رخ کیا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

کونسے ماموں اماں ؟؟ جنھوں نے ابا کے جانے کے بعد آپ کی کبھی خبر نہیں لی ۔۔

"نہیں، ہرگز نہیں! میں جاب نہیں چھوڑ سکتی۔"

میں جھوٹ بول کر بدگمانی پیدا نہیں کرنا چاہتی میں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ میں جاب کروں گی ۔۔۔آپ کو اعتراض ہے تو یہ میرا مسئلہ نہیں ہے ۔۔

فوزیہ بیگم نے طنزیہ انداز میں ابرو اچکائے۔

بہو رانی ! ابھی سے زبان چلنے لگی؟ شادی کے بعد شوہر اور ساس کی بات ماننا فرض ہوتا ہے۔ یہ نوکریوں کے شوق شادی سے پہلے اچھے لگتے ہیں، بعد میں نہیں آنٹی، جاب کرنا میرا شوق نہیں، میری مجبوری ہے۔

اور میں نے کب کہا کہ میں آپ کی یا فراز کی کوئی بات نہیں مانوں گی ؟؟

مشکات نے دھیمے لیکن مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

بوبی آنٹی نے گھبرا کر مشکات کو بازو سے پکڑا اور تھوڑا پیچھے کرتے ہوئے ڈانٹ دیا۔۔

"مشکو! تو جا اندر، مجھے بات کرنے دو۔ بڑوں کے سامنے یوں زبان نہیں چلاتے۔ "

پھر فوزیہ بیگم کی طرف مڑیں۔

"فوزیہ بہن، یہ ابھی نادان ہے، میں اسے سمجھاؤں گی، آپ غصہ نہ کریں۔"

"کب سمجھائیں گی بوبی بہن؟ جب یہ ہمارے سر پر چڑھ کر ناچے گی؟" فوزیہ بیگم کا پارہ مزید ہائی ہو گیا۔

فراز کے دل کی دھڑکن اسے لگ رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے سب کچھ نکلتا جا رہا ہے۔ اپنی محبت کو یوں مشکل میں دیکھ کر اس سے مزید رہا نہ گیا، وہ اپنی ماں پر بھڑک اٹھا۔

"امی! آپ نے یہ بات ابھی اسی وقت کرنی ضروری تھی؟"

فوزیہ بیگم نے حیرت اور غصے سے اپنے اکلوتے بیٹے کو دیکھا۔

"فراز! تم میرے اکلوتے بیٹے ہو۔ کیا بتاؤں گی میں سب کو؟ کہ تمہاری بیوی دو ٹکے کی نوکری کرتی ہے؟"۔

"امی، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مشکات کے جاب کرنے پر!"۔

فراز نے سب کے سامنے اونچی آواز میں اپنی محبت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ وہ مشکات کے خوابوں کی عزت کرتا تھا اور اسے ہر قیمت پر اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔

"مگر مجھے اعتراض ہے!۔"

فوزیہ بیگم اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئیں۔

"تم تو اس کے پلو سے بندھنے کو تیار ہو، مگر میں یہ تماشہ نہیں ہونے دوں گی۔"

ہماری معاشرے میں عزت ہے ہمارا مقام ہے لوگ کیا کہیں گے کہ ہمارے گھرانے کی بہو ایک معمولی سی نوکری کرتی ہے ۔

فوزیہ بیگم کے الفاظ مشکات کی عزتِ نفس پر تیر کی طرح لگے۔ اس کا ضبط جواب دے گیا، اس نے نم آنکھوں سے فوزیہ بیگم کو دیکھا اور کہا۔

آپ حد سے بڑھ رہی ہیں، آپ میری انسلٹ کر رہی ہیں آنٹی...۔

مشکات تم خاموش رہو میں امی سے بات کر رہا ہوں نا ۔

فراز کو اپنے ماں کے مزاج کا علم تھا وہ ضد میں آجاتی تو سب کچھ خراب کر دیتیں ۔

نہیں فراز مجھے ابھی کھل کر بات کرنے دو تاکہ کوئی بدمزگی آگے چل کر نہ ہو ---

دیکھو مشکات میں اپنا موقف تمہیں دے چکی ہوں مجھے گھر سے باہر نکلنے والی بہو نہیں چاہیئے ۔

وہ دو ٹوک لہجے میں اپنا فیصلہ سنا گئی ۔

اگر آپ کو میری نوکری سے اتنی ہی حقارت ہے، تو مجھے بھی ایسے گھر کا حصہ بننے میں کوئی دلچسپی نہیں جہاں میری محنت کو دو ٹکے کا کہا جائے۔

بوبی آنٹی نے تڑپ کر مشکات کا منہ بند کرنا چاہا۔

تیرا بیڑا غرق کیا ہے مشکات --تو کیا بکواس کر رہی ہے ۔ خدا کے لیے خاموش ہو جا مشکو!۔

بوبی آنٹی نے اپنے ہاتھ مشکات کے آگے جوڑے ۔

لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔

بات محبت سے نکل کر انا اور خودداری کے محاذ پر آ چکی تھی۔

الفاظ کے نشتر چل چکے تھے اور دل زخمی ہو چکے تھے۔

فوزیہ بیگم نے غصے سے صوفے پر رکھا ہوا وہ سرخ جوڑا اٹھایا، جسے فراز نے اتنی چاہت سے خریدا تھا، اور اسے واپس گاڑی میں رکھنے کو کہا--

"بس! تو پھر اس بحث کا اختتام اس شادی کے ٹوٹنے پر ہی ہو گا۔

فوزیہ بیگم نے حتمی فیصلہ سنایا۔

نہیں --- نہیں بہن ایسا نہ کہیں بڑی بدنامی ہو گی شادی کے کارڈ چھپ چکے ہیں --- یہ نادان ہے بیوقوف ہے آپ تو کچھ سمجھداری سے کام لیں ۔

بوبی آنٹی بے بسی کی انتہا کو تھیں ۔

"اماں"

بس آپ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بھیک مانگنے کی ---اگر یہ اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتیں تو میں بھی اپنا فیصلہ نہیں بدل سکتی ۔

مشکات وہاں سے چلی گئی تھی مگر

فراز کا دل جیسے سینے میں دھڑکنا ہی بھول گیا۔ اس کا وہ خوف سچ ثابت ہو چکا تھا جو اسے شروع سے محسوس ہو رہا تھا۔ وہ لال جوڑا، جس کے ایک ایک دھاگے میں فراز نے مشکات کے ساتھ زندگی گزارنے کے خواب بنے تھے، اب ان کے سامنے سے واپس جا رہا تھا۔ شادی کا وہ جوڑا جو محبت کی علامت بننا تھا، وہ دو خاندانوں کی انا اور بدگمانی کی قربان گاہ پر ایک ادھورے خواب کی طرح بکھر گیا۔ فراز اور مشکات کی محبت سچی تھی، لیکن حالات کی بے رحمی اور ماں کی انا کے سامنے فراز کی تڑپتی محبت بے بس ہو کر رہ گئی۔

فراز نے کمرے کا دروازہ کھولا، جہاں مشکات کھڑکی کے پاس کھڑی رو رہی تھی۔ فراز نے آگے بڑھ کر اس کے شانے پکڑے۔

URDU NOVELS MAG

اس کی آواز تڑپ اور بے لبسی تھی۔

"مشکات! یہ تم کیا کر رہی ہو؟"

میں اس معاملے کو سنبھال لوں گا، ایک دفعہ شادی ہو لینے دو... پھر میں ماں کو خود سمجھا لوں گا، تم پلیز ضد مت کرو۔

مشکات نے جھٹکے سے فراز کے ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹائے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے ۔

میں ضد کر رہی ہوں فراز؟ تمہاری ماں میری انسلٹ کر رہی ہیں، میری ماں کی توہین کر رہی ہیں! ان کے نزدیک کیا میری ماں بہنیں بھیڑ بکریاں ہیں؟ اور تم مجھ سے امید رکھتے ہو کہ میں ان کی ریسپیکٹ کروں؟

فراز نے گھبرا کر باہر دیکھا، جہاں اس کی ماں رشتہ توڑنے کا اعلان کر چکی تھیں۔-اور بوبی آنٹی ہاتھ جوڑے اس رشتے کو بچانے کی کوشش کر رہی تھیں ۔ دیکھو، میری بات سنو مشکات! امی کو غصہ آ گیا ہے،وہ ہماری شادی توڑ رہی ہیں... دیکھو سب کچھ واپس جا رہا ہے، روک لو مشکات--! ۔

میرے ساتھ باہر چلو۔ ایک دفعہ مما سے سوری کر لو، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا، مجھ پر بھروسہ رکھو۔ کیا تمہیں اپنے فراز پر یقین نہیں ہے؟--

فراز کی آنکھوں میں التجا تھی۔

مشکات نے تلخی سے ہنستے ہوئے اپنا چہرہ موڑ لیا۔

سوری فراز! میری خودداری میری محبت سے بڑی ہے۔ میری عزتِ نفس مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ تمہاری ماں کو اگر اپنی ناک اونچی رکھنی ہے تو مجھے بھی بہت اونچی رکھنی ہے۔ میں اس گھر میں کبھی نہیں جا سکتی جہاں میری ماں اور میری بہنوں کی کوئی عزت نہ ہو۔ اور تم... تم فیل رہے ہو اپنی محبت کو عزت دلوانے میں--! ۔

تمہاری اپنی کوئی عزت ہے نہیں ان کے سامنے، تم مجھے کیا عزت دلاؤ گے فراز؟

مشکات کے ان الفاظ نے فراز کے مردانہ وقار اور اس کی محبت کو بری طرح زخمی کر دیا۔

وہ تڑپ اٹھا۔

ظالم مت بنو مشکات ۔

دیکھو مشکات! تم یہ غلط کر رہی ہو، مت کرو یہ سب کچھ۔ اس کا نقصان ہم دونوں نہیں بھر پائیں گے... ہم دونوں ایک دوسرے کے جدا نہیں رہ سکتے!۔

مشکات کی آواز بھی بھرّا گئی، اس کا دل بھی پھٹ رہا تھا۔

میں بھی تم سے جدا نہیں ہونا چاہتی فراز! کون تمہارے بغیر رہنا چاہتا ہے؟ مگر تم بات تو دیکھو، تمہاری امی کیا کر رہی ہیں؟ وہ جو کہہ رہی ہیں، میں وہ کبھی نہیں مان سکتی۔

تو میں نے تم سے کب کہا ہے کہ تم یہ سب کچھ ابھی مانو؟۔

فراز نے آخری کوشش کرتے ہوئے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا۔

میں تو تمہیں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ ابھی صرف شادی ہو لینے دو، میں بعد میں سب سنبھال لوں گا۔

ہاں جیسے ابھی سمبھال رہے تھے ؟

مشکات نے سرد آہ بھری اور اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا، تم کچھ بھی نہیں سنبھال سکو گے فراز، میں جانتی ہوں۔ شادی کے بعد میرے لیے اور مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔

بہتر یہی ہے کہ اپنی امی کو ابھی سمجھاؤ۔ وقت ہے ابھی تین دن کا۔ سمجھا بجھا کر لے آؤ گے تو میں شادی کے لیے راضی ہوں، جب بھی کہو گے، نکاح ہی تو کرنا ہے نا؟ سائن میں کر دوں گی۔ لیکن... جب تک تمہاری امی دل سے راضی نہیں ہوں گی، تب تک میں شادی نہیں کروں گی---

فراز سمجھ گیا تھا کہ اب کوئی راستہ نہیں بچا۔ یہ ان دونوں کی آخری ملاقات تھی۔ محبت ہار چکی تھی اور انا جیت چکی تھی۔

فراز نے ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ مشکات کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں اب محبت کی جگہ ایک گہرا دکھ اور شکوہ تھا۔

تو پھر... تم مجھے چھوڑ دو گی؟ چھوڑنا چاہتی ہو مجھے ؟۔

فراز کا یہ سوال ایک خنجر کی طرح مشکات کے دل میں اترا۔

مشکات تڑپ اٹھی، اس نے تڑپ کر فراز کا ہاتھ تھامنا چاہا، "فراز! میں تمہیں چھوڑنا نہیں چاہتی... خدا جانتا ہے میں نہیں چھوڑنا چاہتی، مگر حالات دیکھو کس طرف جا رہے ہیں!۔

اتنی بے مول کر دی اپنی محبت؟۔

فراز نے تلخی سے ہنستے ہوئے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا کہ تم نے چند باتوں کے لیے، اپنی ضد کے لیے اپنی اتنی سالوں کی محبت کی قربانی دے دی مشکات؟

مشکات نے انتہائی بے بسی سے فراز کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا ---

میں تمہیں کیسے سمجھاؤں فراز؟ یہی تو تم سمجھ نہیں پا رہے! میں اپنی ماں اور بہنوں کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔ جن کے رحم و کرم پر تم مجھے انہیں چھوڑنے کے لیے کہہ رہے ہو، وہ ہمارے سگے نہیں ہیں فراز۔ اگر میں نے جاب چھوڑ دی تو میری ماں اور بہنیں رل جائیں گی... میں صرف اپنی خوشیوں کی خاطر ان کی زندگیوں کی قربانی کیسے دے دوں؟ تم سمجھو اس چیز کو، خدا کے لیے سمجھو!۔

فراز نے بے رخی سے سر جھٹکا، اسے اب کسی دلیل سے کوئی غرض نہ تھی ۔

مشکات نے فیصلہ کر لیا تھا --- جدائی کا --

جیسا تم مناسب سمجھو مشکات --وہ اب ہار چکا تھا ۔

مجھے تو بس صرف یہ سمجھ آ رہا ہے کہ ہم دونوں دور ہو رہے ہیں... بہت دور ہو رہے ہیں مشکات۔

خدا کے لیے ایسا مت کہو فراز! ۔میری جان نکل جائے گی۔

مشکات نے تڑپ کر اپنے ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لیے - -جان تو تم نے آج میری نکال دی ہے مشکات...- یہ شادی ختم کر کے--

فراز کی آواز اداسی کی انتہا کو چھو رہی تھی۔

شروعات تمہاری ماں نے کی تھی فراز، میں نے نہیں مشکات نے روتے ہوئے اپنی صفائی پیش کی۔

ٹھیک ہے، غصے میں آ کر منہ سے کچھ نکل گیا انسان کچھ غلط کہہ ہی جاتا ہے... مگر وہ بھی تو کتنی غلط بات کر رہی ہیں نا؟

فراز نے بے لبسی سے اپنا سر پیچھے دیوار سے ٹکا دیا اور چھت کی طرف دیکھنے لگا--

دونوں عورتیں اسے جان سے بڑھ کر عزیز تھیں --دونوں میں سے جو بھی ہارتی تکلیف اسے ہی ہونی تھی اس لئے اس نے خود ہی ہار مان لی -

مجھے لگتا تھا کہ جس طرح کی دیوانہ وار محبت میں تم سے کرتا ہوں، تم بھی مجھ سے ویسی ہی بے لوث محبت کرتی ہو... مگر میں غلط تھا۔

یہ سنتے ہی مشکات پاگل ہوئی۔

وہ تڑپ کر اس کے بالکل پاس آئی، اپنی کانپتی انگلیوں سے فراز کا کاندھا پکڑا اور پوری طاقت سے اسے اپنی طرف گھمایا۔ اس کی آنکھیں فراز کے چہرے پر ٹک گئیں۔

میں تم سے... تم سے بھی زیادہ محبت کرتی ہوں فراز--! میری محبت کی کوئی شرط نہیں ہے، کوئی حد نہیں ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ میری ماں اور بہنیں... ان کی محبت کا مقابلہ دنیا کی کسی محبت سے

نہیں ہو سکتا۔ پلیز مجھے اس منجدھار میں مت چھوڑو! مجھے اتنی بڑی مشکل میں مت ڈالو فراز... مجھ سے ایسا کرنے کا مت کہو جو میں چاہ کر بھی نہیں کر سکتی۔

وہ فراز کے سینے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

فراز نے کچھ پل کے لیے اپنی آنکھیں بند کیں، وہ اس لمس کو، اس کی خوشبو کو اپنے اندر ہمیشہ کے لیے قید کر رہا تھا ۔

پھر اس نے دھیرے سے مشکات کو خود سے دور کیا اور اس کے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر اب ایک عجیب، ہولناک سکون تھا۔

"ٹھیک ہے مشکات...."

فراز کا لہجہ یکدم بالکل سرد ہو گیا۔

اللہ کرے یہ فیصلہ تمہارے حق میں ہو ہماری جدائی تمہارے لئے خیر لے کر آئے ---

مشکات نے سہم کر اسے دیکھا، "فراز...؟"

وہ دعا دے رہا تھا یا بدعا ---؟

فراز دو قدم پیچھے ہٹا، دروازے کی طرف بڑھا اور ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر آخری بار مڑا۔ اس نے مشکات کی آنکھوں میں دیکھا، جہاں محبت اور خوف کے سائے تھے ۔

"خدا حافظ مشکات۔۔"

اب کبھی کسی موڑ پر ملیں بھی، تو مڑ کر مت دیکھنا، کیونکہ اب فراز کی محبت مر چکی ہے اور اس کا جنازہ تمہاری خودداری کے دروازے سے اٹھ رہا ہے ۔

مشکات وہیں فرش پر بیٹھتی چلی گئی، اس کا سانس حلق میں اٹک گیا تھا۔

تم اچھا نہیں کر رہی مشکات... تم یاد رکھو گی، پچھتاؤ گی ایک دن۔

فراز کے ان آخری الفاظ نے اس کے اندر سب کچھ ختم کر دیا تھا۔ وہ تڑپ کر رہ گئی۔

وہ مڑا اور تیز قدموں سے کمرے سے باہر نکل گیا، اپنے پیچھے اپنی محبت کا جنازہ اور مشکات کی سسکیاں چھوڑ کر۔ وہ لال جوڑا واپس جا چکا تھا، اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کی سچی محبت کا خوبصورت خواب ہمیشہ کے لیے ادھورا رہ گیا تھا۔۔

URDU NOVELS MAG

باہر صرف گاڑی کے اسٹارٹ ہونے اور دور جانے کی آواز باقی رہ گئی تھی... ان کی محبت ہمیشہ کے لیے الوداع کہہ چکی تھی۔

اس بات کو پانچ دن بیت چکے تھے۔ بوبی آنٹی نے مشکات سے بات چیت بند کر دی تھی ۔۔۔ حنان نے بھی بہت سمجھایا کہ وہ خالہ اور لڑکیوں کی فکر نہ کرے وہ اپنی پڑھائی مکمل ہوتے ہی کوئی کاروبار سٹارٹ کر لے گا ۔۔وہ دل سے انہیں سمجھالنے کو تیار تھا مگر مشکات ٹس سے مس نہ ہوئی ۔۔

زندگی اپنے ڈھب پر واپس لوٹ آئی ۔۔ مگر دلوں کے زخم اب بھی ہرے تھے۔

مشکات نے رو دھو کر خود کو سنبھالا اور دوبارہ اپنی جاب پر جانا شروع کر دیا، کیونکہ اب وہی اس کی ماں اور بہنوں کا واحد سہارا تھی۔ دن بھر وہ دنیا کے سامنے خود کو مضبوط دکھاتی، لیکن رات ہوتے ہی اس کا ضبط ٹوٹ جاتا۔

اب اس کی تنہائی کا واحد سہارا اس کی ڈائری بن چکی تھی، جس کے صفحات پر وہ اپنے آنسوؤں اور فراز کی یادوں کو بکھیر دیتی۔

دوسری طرف، فراز نے اپنے آپ کو کمرے میں قید کر لیا تھا۔ وہ نہ کسی سے بولتا تھا، نہ کچھ کھاتا پیتا تھا، بس ایک مردہ لاش کی طرح اندھیرے میں پڑا رہتا۔ فوزیہ بیگم جب بھی کمرے میں آتیں، وہ چہرہ دوسری طرف کر لیتا۔

URDU NOVELS MAG

اپنے اکلوتے بیٹے کی یہ حالت مزید دیکھی نہ گئی، تو وہ ایک شام اس کے کمرے میں آئیں اور اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

"فراز! تم نے یہ اپنا کیا حال بنا رکھا ہے بیٹا؟ "

فوزیہ بیگم نے تڑپ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہا۔

فراز نے تلخی سے اپنی ماں کو دیکھا اور پیچھے ہٹ گیا۔

"آپ کو تو خوش ہونا چاہیے امی... کہ آپ کی جیت ہو گئی!"۔

فوزیہ بیگم کا دل بھر آیا، وہ دکھی آواز میں بولیں، "بیٹا! تیری ہار میں میری جیت کیسے ہو سکتی ہے؟"۔

"تو پھر آپ میری خوشی میں کیوں خوش نہیں تھیں امی؟"

فراز کی آواز میں سالوں کا درد سمٹ آیا۔

کیوں آپ نے مشکات کو اس روپ میں قبول نہیں کیا جس روپ میں میں نے اسے قبول کر لیا تھا؟ جب میں کچھ نہیں کہہ رہا تھا، میں اس کی ہر بات پر راضی تھا، اس کا ساتھ دینے کو تیار تھا... تو آپ نے کیوں یہ سب کچھ کیا؟

فوزیہ بیگم ساکت رہ گئیں، ان کا سر شرمندگی سے جھک گیا۔ انہیں شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کر گئی ہیں۔ ان پانچ دنوں میں خاندان کے بہت سے سمجھدار لوگوں نے بھی انہیں سمجھایا تھا کہ بہو کو گھر تو آنے دیتیں، ایک بار شادی ہو جاتی تو سارے بل کس نکل جاتے۔ بعد میں تم فراز پر دباؤ ڈال کر اس کی جاب چھڑوا لینا، تم نے وقت سے پہلے یہ سب کہہ کر تماشہ کھڑا کر دیا۔

URDU NOVELS MAG

ہر طرف بدنامی اور جگ ہنسائی بھی خوب ہوئی تھی کہ آخر یہ شادی کیوں نہ ہو سکی۔

فوزیہ بیگم کو یہ بات بہت دیر سے سمجھ آئی تھی، مگر بالآخر وہ حقیقت کو تسلیم کر چکی تھیں۔ انہوں نے محبت سے فراز کا ہاتھ تھاما۔

"ٹھیک ہے فراز... ۔"

تم مشکات سے کہو کہ ہم آ رہے ہیں۔ تم مشکات سے کہو کہ میں راضی ہوں۔ مجھے قبول ہے، مجھے اب اس کی جاب پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔

فراز تو جیسے پاگل ہی ہو گیا۔ اس نے حیران ہو کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"امی! آپ... آپ سچ کہہ رہی ہیں؟"

فوزیہ بیگم نے ہلکا سا ہنس کر فراز کے سر پر پیار سے چت لگائی اور بولیں۔

میرے بیٹے سے بڑھ کر میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہی ہوں بیٹا، تم جاؤ اور شادی کی تیاریاں کرو۔۔۔

فراز اتنا خوش ہوا کہ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ وہ دیوانوں کی طرح اچھل رہا تھا ۔

امی! امی! میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ میں کتنا خوش ہوں! آپ جانتی ہیں کہ میں مشکات کے بغیر نہیں رہ سکتا، اگر مشکات مجھے نہ ملتی تو میں مر جاتا امی۔۔۔

فوزیہ بیگم نے تڑپ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"نہ بیٹا! مرنے کی باتیں نہیں کرتے، بری بات ہے۔"

فراز جو پچھلے پانچ دن سے بستر سے نہیں اٹھا تھا، اب زندگی سے بھرپور نظر آ رہا تھا۔ وہ جلدی سے اٹھا، شیو کی، نہا دھو کر خوبصورت نئے کپڑے پہنے اور الماری سے وہی لال جوڑا اٹھایا جو اس کی محبت کی نشانی تھا۔

وہ یہ جوڑا لے کر دیوانہ وار مشکات کے گھر کی طرف نکلا۔

وہ مشکات کو یہ خوشخبری دینے جا رہا تھا کہ وہ آج ہی یہ جوڑا پہن کر شام کو پارلر سے تیار ہو جائے، کیونکہ وہ آج ہی نکاح پڑھوا کر اسے اپنے گھر لے جائے گا۔

فراز کی گاڑی مشکات کے گھر کی طرف تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی، اس کا دل خوشی سے ناچ رہا تھا۔۔۔ مگر وہ معصوم نہیں جانتا تھا کہ قسمت اس کے ساتھ کیا ہولناک کھیل کھیلنے والی ہے۔

فراز نے گاڑی کا ایکسلریٹر پوری طاقت سے دبایا۔

اس کا دل سینے میں پاگلوں کی طرح دھڑک رہا تھا۔ خوف سے نہیں، بلکہ اس بار بے پناہ خوشی سے۔

سڑک پر بدترین ٹریفک جام تھا۔

ہارن کی آوازیں، رینگتی گاڑیاں... فراز سے اب ایک ایک پل کا انتظار نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے اندر کی تڑپ اب حدیں پار کر چکی تھی۔

نہیں... میں گاڑی میں بیٹھ کر وقت ضائع نہیں کر سکتا۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے گاڑی کو سڑک کے ایک کنارے، رش میں ہی چھوڑا۔ چابی نکالی اور سیٹ پر رکھا وہ سرخ جوڑا اٹھا کر باہر نکل آیا۔

اس نے جوڑے کو اپنے سینے سے بھیچ لیا۔

اس کے ریشمی دھاگوں کو چھوتے ہوئے اس کے دل میں ایک ہی حسرت مچل رہی تھی کہ کب وہ مشکات کو اس روپ میں دیکھے گا۔ وہ پیدل ہی کالونی کی طرف بھاگنے لگا۔

اس کی نظریں سامنے تھیں، چہرے پر ایک دیوانی مسکراہٹ تھی اور ذہن میں صرف مشکات کا چہرہ تھا۔

وہ سڑک پار کرنے کے لیے جیسے ہی آگے بڑھا...

ایک تیز رفتار، بے قابو گاڑی سڑک کا ڈیوائیڈر توڑتی ہوئی آئی اور فراز کو زوردار ٹکر مارتی ہوئی دور درخت سے جا لگی۔

فراز کا وجود ہوا میں کئی فٹ اوپر اچھلا، وقت جیسے وہیں تھم گیا، اور وہ گھومتا ہوا دور جا کر سڑک پر چت گرا۔ سرخ جوڑا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ہوا میں لہرایا اور دور جا کر سڑک پر بکھر گیا۔

فراز سڑک پر سیدھا لیٹا ہوا تھا، اس کا سر سڑک سے ٹکرایا تھا جہاں سے خون کا ایک گہرا چشمہ ابل کر کالے تارکول کو سرخ کر رہا تھا۔

اس کے ارد گرد یکدم لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔

شور، چیخ و پکار، گاڑیوں کے بریک کی آوازیں... مگر فراز کو یہ سب بہت دور سے آتی ہوئی مدھم آوازیں لگ رہی تھیں۔ اس کا جسم شل ہو چکا تھا، حرکت کرنے کی طاقت ختم تھی، مگر اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور دماغ کے پردے پر جیسے ایک آخری فلم چلنے لگی تھی۔

"ہائے دیکھو تو کتنا جوان لڑکا ہے ---"

ارے کوئی اسے ہسپتال لے جائے ابھی سانس باقی ہے --

اس کے دماغ کے آگے آہستہ آہستہ اندھیرا چھا رہا تھا، اور اس اندھیرے کے بیچوں بیچ صرف مشکات کا چہرہ چمک رہا تھا۔

یادوں کے دریچے کھلتے چلے گئے

جیسے وہ اس کے سامنے ہی ہو۔

"مشکات... تم مجھ سے کتنی محبت کرتی ہو؟"

مشکات نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے اس کے گال کو چھوا تھا۔

بھلا محبت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے فراز؟ محبت کی تو کبھی کوئی حد ہی نہیں ہوتی... میری محبت کی کوئی حد نہیں --

اسی لمحے، اس کی نیم وا آنکھوں کے کونے سے ایک گرم، موٹا آنسو ٹپک کر سڑک کے بے رحم تارکول پر گرا ۔

فراز کے زخمی، نیلے پڑتے ہونٹوں پر اس کا نام پھڑپھڑایا۔۔

م۔۔۔م ،۔شک۔۔ا،۔ت۔۔

"ارے یہ لڑکا کچھ بول رہا ہے۔۔۔اسے پانی پلاو۔"

لوگ اس کے گرد جمع ہو رہے تھے۔۔۔کسی نے اس کے بے جان وجود کو سہارا دے کر ہونٹوں سے پانی لگایا۔۔۔

"تم مجھے کس سے چھپانا چاہتے ہو فراز؟"

مشکات کی آواز ایک بار پھر اسے سنائی دے رہی تھیں۔

"پوری دنیا سے۔۔۔"

URDU NOVELS MAG

"مشکات اگر میں مر گیا تو یاد کرو گی؟"

چپ رہو فراز! بالکل چپ۔ اگر دوبارہ تم نے مرنے یا مجھ سے جدا ہونے کی بات کی، تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تمہارے بنا میری زندگی ایک پل میں اجڑ جائے گی۔مجھے ڈرایا مت کرو، میری جان نکل جاتی ہے۔۔۔

اسے ہر طرف مشکات کی ہنسی سنائی دے رہی تھی۔۔

"تم دوپٹے میں کتنی باوقار لگتی ہو۔۔۔۔"

کاش میں تمہیں اس روپ میں دیکھ سکوں۔۔۔

فراز کو ایک زوردار جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔۔اس کا سر دائیں طرف لڑک گیا تھا۔۔۔

آوازیں اب بند ہو رہی تھیں سب کچھ دھندلا ہورہا تھا

یار! اٹھاؤ اسے... جلدی کرو، کوئی گاڑی روکو

ہجوم میں سے کسی کی چیخ ابھری۔

ارے ... سر سے بہت خون بہہ گیا ہے، ہاسپٹل پہنچاؤ اسے۔

دوسرا بولا۔

"مر گیا کیا؟ "

ایک سرد آواز آئی۔

"نہیں نہیں... دیکھو، اس کی سانس چل رہی ہے، ہونٹ ہل رہے ہیں اس کے!"۔

فراز کے کانوں میں اب یہ آوازیں مٹتی جا رہی تھیں۔ اس کی آنکھیں بھاری ہو رہی تھیں، جیسے کوئی ان پر بوجھل پردے گرا رہا ہو۔

موت کا فرشتہ اس کے سرہانے کھڑا تھا۔۔

'یا اللہ... اس دنیا میں... مشکات تو میری نہ ہو سکی... مگر... مگر اس جہان میں... اگلی زندگی میں... مشکات کو میرا ضرور بنانا۔

وہ اپنی ادھوری حسرت، اپنی ناتمام محبت اور اپنے خوابوں کو سینے میں چھپائے جا رہا تھا۔ وہ اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے مستورِ حرماں کر کے جا رہا تھا، ایک ایسا ادھورا حرمان جو کبھی دنیا کے سامنے حقیقت کا روپ نہ دھار سکے گا ۔

اس کے دل نے ایک آخری بار مشکات کا نام پکارا۔ اس نے کلمہ پڑھنے کے لیے اپنے خون آلود ہونٹوں کو ہلایا۔

"لا... اِلٰہَ... اِلاَّ... اﷲ... مُحَمَّدٌ... رَّسُولُ... اﷲ"...

آخری لفظ کے ساتھ ہی، اس کے سینے میں ایک شدید درد ابھرا اور ایک آخری، تکلیف دہ ہچکی کے ساتھ فراز کی جان نکل گئی۔ اس کا پورا وجود یکدم پرسکون ہو گیا۔ فراز کی کھلی ہوئی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں، چہرے پر بلا کا سکون اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ جم گئی۔ اس کی روح اس مٹی کے قفس سے پرواز کر چکی تھی۔

فراز کی کھلی ہوئی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں، چہرے پر بلا کا سکون اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ جم گئی۔ اس کی روح اس مٹی کے قفس سے پرواز کر چکی تھی--

URDU NOVELS MAG

بھائی، یہ تو ختم ہو گیا۔ إِنَّا ﷲِوَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ایک بزرگ نے آگے بڑھ کر فراز کی کھلی آنکھیں نرمی سے بند کر دیں۔

قریب ہی سڑک پر، وہ سرخ عروسی جوڑا بکھرا پڑا تھا۔ ایک راہگیر نے آگے بڑھ کر وہ سرخ دوپٹہ، سڑک سے اٹھایا۔ اس ریشمی، زردوزی کے کام والے سرخ دوپٹے کو اس نے فراز کے بے جان، خون آلود چہرے اور وجود پر میت کے کفن کے طور پر ڈال دیا۔

محبت کا وہ سرخ جوڑا فراز کا کفن بن چکا تھا۔

دھوپ کی روشنی میں وہ سرخ دوپٹہ فراز کے چہرے پر لہرا رہا تھا، اور دور کہیں کالونی میں، مشکات کے دل میں ایک انجانا ہول اٹھا تھا، یہ جانے بغیر کہ اس کا فراز اسے ہمیشہ کے لیے الوداع کہہ چکا تھا۔

ہم بھی نایاب ہوں گے

روح نکلنے کے بعد

موت پر بھلا کس کا زور چلتا ہے؟ انسان سوچتا کچھ اور ہے، ارمان کچھ اور سجاتا ہے، مگر قسمت کے فیصلے کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔

🪔🪔

جاری ہے -

URDU NOVELS MAG